Afkar-e-Taza (Journal of Iqbal Chair), USKT
ISSN:
2023, Vol. 1, No. 1
Page: 42-50

اقبال شناسی میں کتاب"فکرِ اقبال" کاکردار

(The Role of The Book "Fikr-e-Iqbal" in Iqbal Shanasi)

Shahid Hafeez[1] and Dr. Saira Irshad[2]
Lecturer, Govt. College Melsee[1]
Sadiq College Women University, Bahawalpur

Abstract:
Khalifa Abdul Hakim was of Kashmiri descent. He was born in July 1893in lahor. Khalifa Abdul Hakim was engaged in writing and composing for more or less forty years. Greater deed than Khalifa Abdul Hakim, the book written in connection with the philosophy of Iqbal is "Fiqr-e-Iqbal". This book is an explanation of Islamic values in the light of contemporary thought and philosophy. The scholarly work of khalifa Abdul Hakim is so important that after Iqbal, his important foundation in the field of Islamic thought and philosophy will hardly be seen. Khalifa Abdul Hakim has made Iqbal's thoughts and ideas easy and understandable for the people and properties with his eloquent style and common sense of discourse. He expresses Islamic values and religious points in a slightly better way than other critics, which is why his writings are an acceptable guide. Khalifa Abdul Hakim was a philanthropist, writer, poet and educator. His intellectual achievements will always be remembered through "Fiqr-e-Iqbal".

Key words: *Wisdom, Philosophy, Awareness, Poet of the Revolution, Writing Style, Suzugdaz, Thoughts, Thoughts of Iqbal, Repetition of Literature, Iqbal*

علامہ اقبال کی عظمت کااعتراف ان کی زندگی میں ہی کیا جانے لگا تھا۔اقبال کے اولین نقادوں کی لکھی گئی بے مثال کتب آج بھی اہم شمارکی جاتی ہیں۔جن میں "روحِ اقبال"(یوسف حسین خان)طبع اول ۱۹۴۲ء،"اقبال نئی تشکیل"(عزیزاحمد)طبع اول ۱۹۴۷ء، "اقبال کامل"(عبدالسلام ندوی)طبع اول ۱۹۴۸ء،"ذکر اقبال"(عبدالمجید سالک)طبع اول ۱۹55ء،اور"فکرِ اقبال "(ڈاکٹرخلیفہ عبدالحکیم) طبع اول ۱۹۵۷شامل ہیں۔اسی سلسلے کی ایک اہم کڑی خلیفہ عبدالحکیم کی کتاب ‘‘فکرِ اقبال’’ ہے۔اس کتاب میں خلیفہ صاحب نے عصرِ حاضرکے عظیم ترین شاعر اور مفکر علامہ اقبال کے حکیمانہ اندازِفکر،حسن بیان اورنظریات کو بڑے دلکش اندازمیں بیان کرکے اقبال کے اولین نقادوں میں اپنی اہمیت تسلیم کروالی ہے اور آج تک وہ اپنی اسی کتاب کی وجہ سے پہچانے جاتے ہیں۔بقول ڈاکٹروحیدعشرت:

> ‘‘خلیفہ،علامہ محمد اقبال جوہمارے عظیم قومی شاعراورمفکرہیں کے بعدواحدعبقری ہے جواسلامی علوم پرگہری بصیرت رکھتا ہے اوراس کے ساتھ ساتھ فلسفہ میں بھی گہری دسترس رکھتاہے ۔جس نے محض سیاسی مقاصدکے پیشِ نظرنہیں بلکہ پاکستانی سماج اور علم کی صحیح معنوں میں خدمت کی ہے۔’’[۱]

خلیفہ عبدالحکیم کشمیری نژادتھے ان کاتعلق کشمیریوں کی مشہورذات "ڈار"سے تھا۔جولائی ۱۸۹۴ء کولاہورمیں پیدا ہوئے"[۲]لاہورمیں ان کی رہائش محلہ چھل بیبیاں اندرون اکبری دروازہ میں تھی۔ کشمیرمیں خلیفہ عبدالحکیم کے بزرگ پشمینے وغیرہ کاکام کرتے تھے اوراکثرلوگ اس ضمن میں ان سے اکتسابِ فن کی بناء پرانہیں خلیفہ(استاد)کے لفظ سے پکارتے۔یوں یہ لفظ اس خاندان کے افراد کے ناموں کاپہلاجزوٹھہرا۔انھوں نےلاہورمیں میٹرک تک تعلیم پائی اورپھرعلی گڑھ چلے گئے ۔انھوں نے۱۹۱۳ء میں ایف اے کاامتحان پاس کرنے کے بعدسینٹ اسٹیفنزکالج دہلی میں داخل داخلہ لیا کیونکہ فلسفہ سے انہیں غیرمعمولی دلچسپی تھی اور اس کالج میں اس مضمون کااچھاانتظام تھا۔۱۹۱۵ء میں بی اے کیا اورپنجاب یونیورسٹی میں اول آکرفلسفہ میں ریکارڈقائم کیا۔خلیفہ عبدالحکیم نےایل ۔ایل ۔ بی کی سندبھی حاصل کی مگر انھیں وکالت سے انہیں کوئی دلچسپی نہ تھی۔اس دوران میں وہ شاعری بھی کرتے رہے۔کچھ عرصہ انگریزی اخبار "آبزرور"کی ادارت کی،جس میں انھوں نے بڑے تند لہجے میں مسلمانوں سے متعلق انگریزی حکومت کی پالیسیوں پرکڑی تنقیدکی جس کے نتیجے میں اخبارکوبند کردیاگیا۔بقول ممتا ز اختر:

> "حیدرآباد دکن میں عثمانیہ یونیورسٹی قائم ہوئی اور اگست۱۹۱۹ء میں خلیفہ عبدالحکیم فلسفہ کے مددگار پروفیسرکی حیثیت سے اس یونیورسٹی سے منسلک ہوگئے۔ حیدر آباد میں ملازمت شروع ہونے کے دوسال بعدہی وہ تعلیمی رخصت لے کرجرمنی چلے گئے اورہائیڈل برگ یونیورسٹی سے پی۔ایچ۔ڈی کی ڈگری لے کر ۱۹۲۵ء میں جب حیدرآباواپس آئے توان کویونیورسٹی میں فلسفہ کاپروفیسراور صدرِشعبہ بنادیا گیا۔"[۳]

حیدرآباد میں خلیفہ عبدالحکیم تیس سال تک رہے۔۱۹۴۹ء میں ملازمت سے سبکدوش ہوکرپاکستان آگئے۔ یہاں انھوں نے ۱۹۵۰ء میں اپنے پرانے رفیق اوردوست اوراس وقت کے گورنرجنرل پاکستان ملک غلام محمدکی مددسے ادارہٗ ثقافت اسلامیہ قائم کیااورآخروقت اس کے ڈائریکٹررہے۔وہ اس ادارے کے بانی اورمعماربھی تھے۔ یہ ادارہ آج بھی کلب روڈ کی ایک عمدہ عمارت میں کام کر رہاہے۔

خلیفہ عبدالحکیم دس برس تک اس ادارے سے منسلک رہے۔اس عرصے میں انھوں نے بہت سی کتابیں لکھیں۔علاوہ ازیں انھوں نے اقبال اوراسلام کے موضوعات پرکئی لیکچردیے۔بیرون ملک سفربھی کیے۔بالخصوص ایران کے سفر میں انھوں نے حضرت علامہ سے متعلق لیکچردے کرایرانیوں کومتاثرکیا۔ ۱۹۵۴ء میں لبنان میں ایک بین الاقوامی مجلس مذاکرہ میں شریک ہوئے۔۱۹۵۶ء میں امریکہ کی انڈیانایونیورسٹی نے انہیں کانووکیشن ایڈریس پڑھنے کی دعوت دی۔ اس ایڈریس کو امریکہ کے علمی حلقوں میں بہت سراہاگیا۔۱۹۵۷ء میں ان کی علمی خدمات کے اعتراف میں پنجاب یونیورسٹی نے انہیں ایم۔ ایل۔ ڈی کی اعزازی ڈگری دی۔۱۹۵۸ء میں خلیفہ عبدالحکیم دانشوروں کی عالمی کانفرنس میں شرکت کے لیے آسٹریلیابھی گئے۔ ۱۹۵۹ء میں کراچی میں بین الاقوامی اسلامی مجلسِ مذاکرہ منعقدکی گئی تھی خلیفہ عبدالحکیم اس کے ایک اجلاس کی صدارت کے لیے کراچی گئے اوروہیں ۳۰جنوری کوانھوں نے داعیِ اجل کولبیک کہا۔

خلیفہ عبدالحکیم کم وبیش چالیس سال تک تصنیف وتالیف کے کام میں مصروف رہے اورعمرکے آخری دس سال ان کی علمی زندگی کا بہترین دورتھے۔''حکمتِ رومی''میں خلیفہ عبدالحکیم رومی کے افکارونظریات کی روحانی و فکری اہمیت بڑے دلکش اندازمیں بیان کی ہے۔ ''تشبیہاتِ رومی ''میں انھوں نے رومی کے افکارکوتشبیہ وتمثیل کے آئینہ میں دیکھا ہے اوراخلاقی وروحانی مسائل کوسلجھانے کے لیے رومی کی تشبیہات کے تخلیقی وروحانی پہلوؤں پرروشنی ڈالی ہے۔''فکرِ اقبال''میں اقبال کی شاعری اورفلسفہ کے تمام پہلوؤں پرفکر انگیزبحث کی گئی ہے اور اقبالیات میں یہ گراں قدراضافہ کتاب اردو ادب کوخلیفہ عبدالحکیم کاگراں قدرتحفہ ہے۔''اقبال اورملا''میں اقبال کے اسلامی عقائد اورملاکے درمیان فروعی اختلافات پربحث کی گئی ہے اوراقبال کی شاعری کے ذریعے ملاکی طرف سے کیے گئے اعتراضات کے جوابات دیے گئے ہیں۔''افکارِ غالب'' میں انھوں نے غالبؔ کی شاعری کے مختلف پہلوؤں پرحکیمانہ بحث کی اوراس کے فلسفیانہ افکارکو جو اشعارسے منتشرہیں مربوط طریقے سے پیش کرکے اسے ایک نظامِ فکرکی شکل دینے کی کوشش کی ہے۔جب کہ''داستانِ دانش ''حیدرآبادمیں قیام کے زمانہ میں خلیفہ عبدالحکیم نے فلسفہ کی سرگذشت دلچسپ اندازمیں لکھی تھی جوان کی انشاء پردازی کابہت اچھانمونہ ہے۔

حیدرآباددکن کی عثمانیہ یونیورسٹی میں اردوزبان ذریعہ تعلیم تھی اوراعلیٰ جماعتوں کی تعلیم کے لیے اردومیں مختلف مضامین کی کتابوں کی فراہمی ایک اہم مسئلہ تھی۔چناں چہ دوسری زبانوں سے عمدہ کتابوں کاترجمہ کرانے پرخاص توجہ دی گئی۔اس کام میں خلیفہ عبدالحکیم نے نمایاں حصہ لیا۔ان کاترجمہ درج ذیل کتب پرمشتمل ہے۔

۱۔تاریخِ فلسفہ(*History of Philosophy*)

۲۔تاریخ فلسفۂ جدید(*History of Modern Philosophy*)

۳۔مختصر تاریخِ فلسفہ ٔ یونان(*Out Line of Greek Philosophy*)

۴۔داستانِ فلسفہ(*Philosophy of Well Durant*)

۵۔اصولِ نفسیات(*Principal of Psychology*)

۶۔نفسیاتِ وارداتِ روحانی(*Varieties of Religious Experience*)

۷۔تلخیص خطبات اقبال(*Reconstruction of Religious six lectures thoughts in Islam*)

ان کے علاوہ''شریمہ بھگوت گیتا''کامنظوم ترجمہ بھی کیاتھا۔

خلیفہ عبدالحکیم ایک جامع کمالات اورہمہ گیرشخصیت کے مالک تھے۔یہ ہمہ جہتی اورہمہ گیری اسلامی ثقافت اورروایت کا حصہ ہے اور خلیفہ عبدالحکیم کواگراس روایت کانمائندہ کہاجائے توبے جانہ ہوگا۔خلیفہ عبدالحکیم کاسب سے بڑاکارنامہ فلسفۂ اقبال کے سلسلے میں لکھی جانے والی کتاب ''فکرِ اقبال''ہے۔یہ کتاب بیس ابواب میں منقسم ہے۔کتاب کااولین باب اقبال کی شاعری کی ارتقائی منازل کامجموعی احاطہ کرتا ہے۔ دوسراباب اقبال کی شاعری کی پہلی منزل،۱۹۰۵ء تک کے کلام پراعادہ کرتاہے۔تیسراباب۱۹۰۵ء سے ۱۹۰۸ء تک اقبال کی شاعری پر مشتمل ہے۔چوتھے باب میں ۱۹۰۸ء سے اقبال کی زندگی کی آخری دورکی شاعری پر بحث کی گئی ہے۔ ان ابواب میں اقبال کی شاعری کے جو دور زیرِ بحث آئے ہیں۔ اس سلسلے میں خلیفہ عبدالحکیم نے اقبال کی شعری تحریکات اورفکری صلاحیتوں کوسمجھنے کے لیے اقبال کی زندگی وخاندانی حالات کوپس منظرمیں رکھاہے۔پانچواں باب''اسلام اقبال کی نظرمیں''کے عنوان سے ہے۔اس باب میں خلیفہ عبدالحکیم نے اقبا ل کے ان نظریات کوپیش کیاہے جوانھوں نے اسلام

کی تفسیر اور تشریح کے لیے قلمبند کیے ہیں۔مثلاًاقبال نے اسلام کوکیاسمجھا؟اقبال کاتصورِ اسلام کیا ہے؟

چھٹاباب''شاعرِ انقلاب''کے عنوان سے ہے۔یہ اقبال کے ان افکارپرمشتمل ہے جس میں قوم کے لیے فلسفہٗ بیداری موجودہے اور جن کے پیشِ نظراقبال کوشاعرِ انقلاب کہاجاتاہے۔ساتواں باب''مغربی تہذیب وتمدن پر علامہ اقبال کی تنقید''ہے۔اس میں اقبال کے مغرب کے افکارپرکی گئی تنقید(قومیت اورتہذیب وتمدن)کے انفعال کی تشریح کی گئی ہے۔ خلیفہ عبدالحکیم نے اقبال کے افکارکے پسِ منظرمیں اسپنگلز اورٹائن بی کے نظریات کوخاص طورپررکھاہے۔''فکراقبال''کے آٹھویں باب میں اقبال کی''اشتراکیت''کاجائزہ لیاگیاہے۔اس باب میں خلیفہ عبدالحکیم نے اقبال کے ان نظریات و افکار کا ذکر کیا ہے جہاں وہ اشتراکی فلسفی و رہنما کارل مارکس کے نظریات سے متاثرنظرآتے ہیں۔ کتاب کا نواں باب''جمہوریت''اوردسواں ''عقل پراقبال کی تنقید''پر مشتمل ہے۔گیارہویں باب میں ''عشق کاتصور''ہے۔اس تصورمیں اقبال رومی کے مقلدتھے۔بارہواں باب''تصوف''،تیرہواں باب ''اسرارِخودی''اورچودھواں باب ''اقبال اپنی نظرمیں''کے عناوین پر مشتمل ہے۔

''گلشنِ رازجدید''اور''فنونِ لطیفہ''بالترتیب پندرہواں اورسولہواں باب ہیں۔جب کہ سترہواں ''ابلیس''اوراٹھارواں باب ''رموزِ بے خودی''جیسے اقبال کے اعلیٰ افکارکرترجمانی کرتے نظرآتے ہیں۔''فکرِ اقبال''کے یہ ابواب اقبال کے شاعرانہ مرتبے کوسمجھنے پرصرف ہوئے ہیں۔ان میں اقبال کی زندگی، نظریات اورفن پرمحاکمہ بھی ہے اوران کی تشریح بھی۔کتاب کاانیسواں باب ''اقبال پرتین اعتراضات کا جواب''پر مشتمل ہے۔اس میں خلیفہ عبدالحکیم نے اقبال پر اعتراضات کاجواب دیاہے اورثبوت کے طورپراقبال کے نظریات کو بھی پیش کیا ہے۔بیسویں باب میں کتاب کے تمام افکارکی تلخیص''خلاصۂ افکار''کے عنوان سے پیش کی گئی ہے۔کتاب کے آخری باب میں خلیفہ عبدالحکیم نے اقبال کے تما م افکارکا خلاصہ پیش کرتے ہوئے اُنیس ابواب میں بیان کیے گئے نظریات پر ایک طائرانہ نظرڈالی ہے۔اس کے بعد اقبال کے ان سات خطبات کاالحوال درج ہے جن کااسلام کے جدیدعلم الکلام میں خاص درجہ ہے۔ ان خطبات میں علامہ نے اسلام کی نشاۃِ ثانیہ کے امکانات پرسیرحاصل بحث کی ہے عام قاری کواقبال کے فکر اورفلسفے سے روشناس کرانے کے لیے خلیفہ عبدالحکیم کی یہ کوشش بہت کامیاب اور مفید ہے۔بقول ڈاکٹرسیدعبداللہ :

> ''فکرِ اقبال حکیمِ مشرق پرشایدسب سے وسیع ترین کتاب ہے کیونکہ اس میں ناقد ایک فلسفی بھی ہے اور مفکر مذہبی بھی۔ ان دوشرطوں کوپوراکیے بغیر کوئی شخص اقبال کاصحیح ناقدنہیں بن سکتا۔'' [۴]

یہ کتاب ایک ایساشفاف آئینہ ہے جس میں فکرِ اقبال کاچہرہ اپنے تمام ترخدوخال کے ساتھ مکمل طورپرسامنے آجاتاہے ۔کتاب اگرچہ بڑی ضخیم ہے لیکن زبان وبیان اوراندازِ تحریر ایساشگفتہ اوررواں ہے کہ پڑھنے والا نہیں اکتاتا بلکہ جس قدرآگے بڑھتاجاتاہے اسی قدراس کی دلچسپی میں اضافہ ہوتاجاتاہے۔ ڈاکٹر یوسف حسین خان کی ''روحِ اقبال''اورمولاناعبدالسلام ندوی کی ''اقبال کامل''کے بعداقبال پریہ تیسری بڑی کتاب ہے جوبصیرت افروز،جامع اورمحققانہ ہے۔بقول رئیس احمدجعفری:

‘‘فکرِ اقبال اپنے اندازِ بیان،اسلوب تحریر،فکر کی گہرائی،خیالوں کی گہرائی اورفلسفہ اقبال کی دلآویز اور سحرطراز ترجمانی کے اعتبارسے اپنی مثال آپ ہے۔اس کتاب کوپڑھ لینے کے بعداقبال کی صحیح تصویر آنکھوں کے سامنے ابھر آتی ہے۔’’[۵]

خلیفہ عبدالحکیم اعلیٰ درجے کے مفکراوردانشورتھے بہت جلدبات کی تہ کوپہنچ جاتے تھے۔پیچیدہ مسائل اورمشکل موضوعات پرعام فہم اندازاورسادہ الفاظ میں اظہارِخیال پرغیرمعمولی قدرت رکھتے تھے۔نہایت دقیق فلسفیانہ مسائل پرگفتگوکرتے وقت ان کی خداداد ذہانت اور معنی آفرین صلاحیت کے جوہرکھلتےتھے۔ان کاادبی ذوق نہایت پاکیزہ تھا۔اردواورفارسی ادب سے ان کو دلی لگاؤتھا۔اورانگریزی،فرانسیسی اور جرمن ادب پربھی ان کی نظربہت وسیع تھی۔بقول عابدعلی عابد ،ان کی یہ خوبیاں اورعلم وفضل کی وسعت وگہرائی ان کی تصانیف میں نمایاں نظر آتی ہے:

‘‘کتاب کے سرسری مطالعہ سے معلوم ہوتاہے کہ خلیفہ عبدالحکیم کی بڑی کاوش،محنت اورصبرسے کام لے کراقبال کے مطالب ومعانی کاتجزیہ کیاہے۔‘‘فکرِ اقبال’’کی اہمیت کااندازہ اس سے بھی ہوتا ہے کہ اس میں اقبال کی شعری تخلیقات سے لے کر علامہ اقبال کے سات انگریزی خطبات کا خلاصہ تک آگیاہے۔’’[۶]

خلیفہ عبدالحکیم نے اظہارِ خیال کے لیے زیادہ ترارددونثرہی کوبطورِوسیلہ استعمال کیاہے۔ان کی نثری نگارشات کوتراجماورتصانیفمیں تقسیم کیاجاسکتاہے۔تراجم میں ان کے اسلوبِ نگارش کی خوبیاں متعین نہیں ہوتیں۔کیونکہ کسی مصنف کاانفرادی اسلوب اس طرح نمایاں نہیں ہو سکتا۔اس کی خوبیوں یا خامیوں کااندازہ اس کی طبع زادتصانیف کے آئینے سے ہی لگایاجاسکتاہے۔‘‘فکرِ اقبال’’ان کی طبع زاد تصنیف ہے جس سے پتہ چلتاہے کہ خلیفہ عبدالحکیم فلسفے کی دقیق بحثوں کوکس آسانی سے قاری کے ذہن میں اتاردینے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔‘‘فکرِاقبال’’لکھنے میں خلیفہ عبدالحکیم نے اولین کتب سے استفادہ کرکے ان کی اہمیت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

‘‘اقبال پردرجنوں کتابیں اورہزاروں مضامین لکھے گئے ہیں اوربے شمار تقریریں اس پرہوچکی ہیں لیکن یہ سلسلہ نہ ختم ہوانہ ہو گا۔اقبال پرجوکتابیں نہایت عالمانہ،نہایت بلیغ اورنہایت جامع ہیں ڈاکٹریوسف حسین خان صاحب کی‘‘روحِ اقبال’’اور مولانا عبدالسلام صاحب ندوی کی کتاب ‘‘اقبال کامل’’ان دوکتابوں کوملاکرپڑھیں تواقبال کے کلا م اوراس کی تعلیم کاکوئی ایسا پہلودکھائی نہیں دیتاجومحتاج تشریح اورتشنہ ٔتنقیدباقی رہ گیاہولیکن اقبال کے افکارمیں اتنی گہرائی،اتنی پرواز اوراتنی وسعت ہے کہ ان کتابوں کے جامع ہونے کے باوجودمزیدتصنیف کے لیے کسی معذرت کی ضرورت نہیں’’[۷]

خلیفہ عبدالحکیم کی اہم کتب میں "حکمتِ رومی"،"تشبیہاتِ رومی"،"فکرِ اقبال" اور"افکارِ غالب" ان کے علاوہ پانچویں کتاب "داستانِ دانش" ہے جس کااسلوب ان چاروں سے مختلف ہے۔ پہلی چارکتابیں موضوع کے اعتبارسے ایک ہی سلسلے کی کڑیاں ہیں یہ سلسلہ

مطالعہ صنفِ شعرسے متعلق ہے۔تینوں شاعررومی، اقبال اورغالب جواپنی انفرادی خصوصیات کے اعتبارسے ایک دوسرے سے مختلف بھی ہیں اور شعری کمالات کے لحاظ سے مماثلت بھی رکھتے ہیں۔ان کتب میں خلیفہ عبدالحکیم کی گہری فکر نمایاں نظر آتی ہے۔

خلیفہ عبدالحکیم کاانداز تحریرتشریحی اوربیانیہ ہے۔وہ اپنی بات کوسمجھانے کے لیے بعض اوقات اس کے مختلف پہلوؤں کاجائزہ لیتے ہیں اورجب تک ان کا نقطۂ نظرقاری پرواضح نہیں ہوتااس کے ہرپہلوپرپوری پوری روشنی ڈالتے ہیں۔وہ بات کو ادھورانہیں چھوڑتے۔اس کے علاوہ ان کے ہاں استدلال کاایساطریقہ ہے کہ بات کوسمجھنے اورقبول کرنے میں قاری کوزیادہ دقت پیش نہیں آتی۔

خلیفہ صاحب کے اکثرقارئین کاکہناہے کہ ان کی اکثرتحریریں غیرمربوط ہوتی ہیں۔خلیفہ عبدالحکیم ایک اعلیٰ پائے کے خطیب تھے چنانچہ ان کی تحریروں میں تحقیق،تجزیہ اورتنقیدکی بجائے خطابت کارنگ غالب ہے۔اکثران کی ایک تحریرپڑھ کر جب کوئی شخص دوسری تحریر پڑھتاہے تواسے یوں محسوس ہوتاہے جیسے کہ وہ پہلی تحریرہی دوبارہ پڑھ رہاہے۔تکرارِ لفظی اورتکرارِ مضمون ان کی تحریروں میں عام ہے۔ بقول ڈاکٹروحیدعشرت:

> ''اصحابِ علم سے یہ حقیقت پوشیدہ ہرگزنہیں گرچہ حکیم کی نظران تحریرات میں اکثرجگہ سطحی ہے مگرایک ذہین قاری اس فکری بلوغت اورنظریاتی پختگی کودیکھ سکتاہے جوتحریرکے پتھروں میں مضامین اورتصورات کے ہیروں کی طرح کہیں کہیں دمکتی ہوئی نظر آتی ہے۔''[۸]

خلیفہ عبدالحکیم کاانداز بیان اوران کاطرزِ تحریررواں دواں ہے،اکثرلگتاہے کہ وہ نظرِ ثانی بھی نہیں کرتے۔ان کاحافظہ قوی تھا۔ مضامین ومطالب ان کے ذہن میں چلے آتے تھے۔ان کابارے میں یہ کہناکہ انھوں نے فلسفے جیساخشک اوردقیق مضمون اپنے اندازتحریرسے بہت آسان بنادیاہے حقیقت پرمبنی ہے:

> ''خلیفہ عبدالحکیم کی نثرمیں جملے خطِ مستقیم میں چلتے ہیں،وہ مرکب اورالجھے ہوئے اندازمیں نثرلکھنے کے عادی نہیں۔ان کی نثرکاآہنگ پروقاراورخطیبانہ ہے۔جوشِ خطابت میں وہ تشبیہ واستعارہ اور شاعرانہ تاثرآفرینی کی کوشش بہت کم کرتے ہیں۔ ''[۹]

خلیفہ عبدالحکیم کاسب سے بڑاکارنامہ عہدِ حاضرکے فکروفلسفہ کی روشنی میں اسلامی اقدارکی وضاحت ہے۔ان کایہ علمی کام بجائے خود اتنا اہم ہے کہ اقبال کے بعد اسلامی فکراورفلسفے کے میدان میں ان کاہم پایہ مشکل سے دکھائی دے گا۔انھوں نے اپنے شگفتہ اسلوب اورعام فہم اندازِ تکلّم سے اقبال کے افکاراورنظریات کوعوام وخواص کے لیے آسان اورقابلِ فہم بنادیاہے وہ اسلامی اقداراورمذہبی نکات ورموزکو دیگر ناقدین سے قدرے بہتراندازسے سمجھایاہے اوریہی وجہ ہے کہ ان کی تحریریں ایک قابلِ قبول رہنماکی حیثیت رکھتی ہیں۔ان کے جملے مفرد،عام فہم اورچھوٹے چھوٹے ہوتے ہیں جملوں کوبطورِ خاص مربوط ہوناان کی نثری خصوصیات میں سے ایک خصوصیت ہے۔ان کااسلوبِ نگارش اس قدردلنشین، سلیس اورعام فہم ہے کہ فلسفے پرادب کاگمان ہوتا ہے۔ڈاکٹرسیدعبداللہ انہی خوبیوں کے پیشِ نظرخلیفہ عبدالحکیم کے اسلوبِ نگارش پرلکھتے ہیں کہ:

''ڈاکٹرخلیفہ عبدالحکیم کے اسلوبِ بیان کی ممتازترین صفت اس کی غیرمعمولی سلاست ہے جس کی وجہ سے ان کی تحریروں میں مشکل اوردقیق فلسفیانہ مطالب نہ صرف آسان ہوگئے ہیں بلکہ دلچسپ اوردلکش بھی ہوگئے ہیں بہت کم مصنف اردومیں ایسے ہوں گے جن کے یہاں علم اورحسنِ انشا کا اتنا اچھاامتزاج ملتاہوگا۔ [۱۰]''

خلیفہ عبدالحکیم نے جس قدرلکھا،اس سے زیادہ کہیں علمی صحبتوں میں گفتگوکے ذریعے بیان کیا۔ان کی تحریروں کی ایک بڑی تعداد احباب کے تقاضے اور اصرارکی مرہونِ منت ہے مگریہ سب تحریریں ان کی پہلودارشخصیت کامکمل طورپراحاطہ نہیں کرتیں۔ اگر خلیفہ عبدالحکیم کی ساری گفتگواور تحریروں کوجمع بھی کرلیں تو ان میں ان کی شخصیت کاایک جزوی پرتَونظرآئے گامگر خود خلیفہ عبدالحکیم اس ذخیرے سے دور کھڑے مسکرارہے ہوں گے۔اگروہ اتنے پلندپایہ مجلسی انسان نہ ہوتے تو ہمیں ان سے بہت سی اورتصنیفات کی توقع کرنی چاہیے تھے۔

خلیفہ عبدالحکیم نے علامہ اقبال کی زندگی کے ہرشعبے سے اثرقبول کیا۔انہیں اسلام کی محبت اورسوزوگدازبھی علامہ اقبال کی زندگی سے ملااورمسلمانان پاک و ہندکی سربلندی کے علاوہ ادب میں بھی خلیفہ عبدالحکیم نے بھی علامہ اقبال کے اسلوب کومدّ ِ نظر رکھا۔ایک لحاظ سے انھیں علامہ اقبال پرفوقیت بھی حاصل کی ہے۔ڈاکٹروحیدعشرت مدلل اندازمیں رقم طرازہیں:

"خلیفہ ڈاکٹرعبدالحکیم کوعامطور پر علامہ محمد اقبال کامقلدتصورکیاجاتاہے مگرایک لحاظ سے حکیم کواقبال پرسبقت حاصل ہے۔وہ یوں کہ علامہ اقبال کاعہدمسلمانوں کی غلامی کادورتھاعلامہ صاحب کےسامنے پوری ملت اسلامیہ کی نشاۃ ثانیہ کامقصد تھا۔علامہ اقبال کےمطابق عصرحاضر میں مذہب کودرپیش خطرات اور چیلنج تھے۔ان کے سامنے کوئی ٹھوس اسلامی ریاست موجودنہ تھی اور نہ اس ریاست کو درپیش مسائل اس کی نگاہ میں تھے۔اس کے برعکس جب خلیفہ عبدالحکیم نے لکھناشرو ع کیااوربعدمیں ادارہ ثقافت اسلامیہ کی بنیادرکھی تو اس کے سامنےٹھوس اورمحسوس مسلمانوں کی آزادریاست کے مسائل تھے۔حکیم نےپاکستان کی نظریاتی ریاست کاادراک کیااوراس ریاست کےعمرانی مسائل کوپیش نظررکھ کرتجریدات سے زیادہ ٹھوس حقائق سے بحث کی اوریہیں علامہ مرحوم سےحکیم منفردطورپراپنی سوچ متعین کرتاہے۔"[۱۱]

خلیفہ عبدالحکیم کی مدرسانہ زندگی کاان کے اسلوب پرگہرااثرنظرآتاہے۔مثلاً تشریحی اندازِ بیان کی صورت میں وہ ہرمسئلے کی اتنی تشریح کرتے ہیں کہ کوئی مشکل مشکل نہیں رہتی جن لوگوں نے خلیفہ عبدالحکیم سے ملاقات کی ہے انہیں ان کی کتابیں پڑھ کریہی محسوس ہوتاہے کہ وہ کسی مجلس میں گفتگوکررہے ہیں۔خلیفہ عبدالحکیم کی تحریروں میں لطائف واشعارکااستعمال برمحل ہوتاہے۔چنانچہ ان کی کتابوں سے عمدہ اشعارکاایک معقول انتخاب تیارہوسکتاہے۔ا ن کے لطائف میں ان کی ظرافت ایک خاص رنگ اختیارکرتی ہے اوراشعارکے انتخاب سے بڑے لطیف ذوقِ ادب کااظہارہوتاہے۔ڈاکٹرسیدعبداللہ اس ضمن میں فرماتے ہیں:

''لطائف واشعارسے ان کی تحریرکوفائدہ بھی پہنچتاہے اورنقصان بھی۔ نقصان یہ ہوتاہے کہ بعض اوقات ان کی تحریرمیں طوالتِ بے جاکاعیب پیداہوگیاہے۔مگریہ فائدہ بھی ہواکہ ان کے فلسفیانہ مضامین وتصانیف میں دلکشی پیداہوگئی ہے۔ [۱2]

خلیفہ عبدالحکیم کی نثری تحریروں میں محض الفاظ کے لحاظ سے ایک بڑے ذخیرے کی نشاندہی کرتی ہیں۔وہ مشرقی ومغربی زبانوں کو اچھی طرح جاننے والے تھے۔اس ہمہ جہت مطالعے کااثر ان کے اسلوبِ نثرمیں اس طرح نمایاں ہواکہ دیگرخوبیوں کے ساتھ ساتھ سنجیدگی اور فلسفیانہ اندازِ نگارش کوجنم دیا۔خشک قسم کی فلسفیانہ تحریروں کی بجائے ایسا آسان اسلوب پیش کیاجن میں حکیمانہ نکتےشعرکامزہ اورنثر کی رنگینی موجودہے۔فلسفے کوادب میں سموکرسادگی کی اس سطح پر اتر آنا یقینا حکیمانہ معجزہ ہے۔

خلیفہ عبدالحکیم نے اپنی کتاب''فکرِ اقبال''کی اقبال کے افکارکی درجہ بندی کی ہے۔یہ درجہ بندی قبل ازیں روحِ اقبال اوراقبال کامل میں بھی کی جاچکی تھی مگر''فکرِ اقبال''میں یہ درجہ بندی وضاحت کے ساتھ شامل ہے۔وہ اقبال کے افکاروفلسفہ کو کھول کرسلیس اندازمیں بیان کرتے ہیں۔پیراگراف کی بجائےصفحات کااستعمال کرتے ہیں۔

خلیفہ عبدالحکیم کاقوتِ حافظہ بہت تیزاوریادداشت بہت قوی تھی۔وہ کتاب میں کوئی بھی شعریاحوالہ اپنی یادداشت کے ساتھ دیتے ہیں۔کسی کتاب سے استفادہ نہیں کرتے تھے۔ اکثراوقات اقبال کے اشعاربھی خودلکھ دیاکرتے تھے۔قرآن مجیدکی آیات بھی زبانی لکھ دیتے تھے۔اسی وجہ سے کئی اشعاراوردیگرحوالہ جات کوصحیح طریقے سے بیان نہیں کرپاتے تھے۔اردوتنقیدکی تاریخ میں خلیفہ عبدالحکیم کی تنقیدی حیثیت ہرچندکہ زیادہ نمایاں نظرنہیں آتی اوروہ نقادسے زیادہ فلسفی کی حیثیت سے جانے جاتے ہیں۔تاہم رومی،غالب اوراقبال کے افکارو نظریات پرگراں قدرتنقیدی کتب لکھ کروہ اس میدان میں خاصانام پیداکرچکے ہیں۔

معلوم ہوتاہے کہ فلسفہ ان کی زندگی تھااورادب ان کاذوق۔خلیفہ عبدالحکیم کی تنقیدجرمن نقاداسکالجراورمشرقی نقادامدادامام اثرسے مشابہ ہے۔یہ دونوں نقادبھی تشریحی تنقیدکے حامی رہے ہیں۔امدادامام اثرکے ہاں توتشریحی تنقیدکے سا تھ ساتھ تقابلی تنقیدبھی نظرآتی ہے۔ خلیفہ کی تنقیدتشریحی تنقید ہے انھوں نے اقبال کوتشریح بھی کیاہے اورتعبیربھی کیاہے۔ اس لیے ان کی تنقیدکوتشریحی ومتنی تنقیدبھی کہاجاسکتا ہے۔خلیفہ عبدالحکیم نے ''فکرِ اقبال''میں اقبال کے افکارکی تشریح بہت دل کش تنقیدی اسلوب سے کی ہے اس بات کااندازہ اس سے کیاجاسکتا ہے کہ اگرچہ یہ ایک ضخیم کتاب ہے پھربھی پڑھنے والاشگفتگی تحریرکی وجہ سے اکتاتانہیں بلکہ ایک نیالطف محسوس کرتا ہے۔

تشریحی تنقیدمیں تنقیدنگارموضوعِ تنقیدکے علاوہ کچھ اپنے خیالات بھی پیش کرتاہے اس طرح ''فکرِ اقبال''میں خلیفہ عبدالحکیم نے اقبال کے علاوہ اپنے خیالات بھی پیش کیے ہیں۔ خلیفہ عبدالحکیم کے ذاتی نظریات وخیالات علامہ اقبال کے خیالات سے یوں ہم آہنگ ہیں کہ دونوں کوالگ الگ کرنابہت مشکل ہے اور کیو ں نہ ہودونوں فلسفی،دونوں میں علم وادب کا ذوق رچاہو،دونوں مشرقی ومغربی علوم کے شناور، دونوں کی فکری سطح بلند اوردونوں میں ذوقِ اجتہادظاہرہو۔خلیفہ عبدالحکیم ایک انسان دوست مفکر،ادیب شاعراورمعلم تھے ''فکرِ اقبال''کے ذریعے ان کے فکری کارنامے ہمیشہ کیلئے محفوظ ہوگئے ہیں جوہمیشہ یاد رکھے جائیں گے۔

حوالہ جات

۱۔وحیدعشرت،ڈاکٹر،علامہ اقبال اورخلیفہ عبدالحکیم کے عمرانی تصورات ، جلداول ، بزم اقبال ،لاہور ، مئی۱۹۸۹ء، ص۱۳

۲۔ممتازاختر،مرزا،خلیفہ عبدالحکیم سوانح اورادبی خدمات ، ثقافت اسلامیہ ، لاہور ، ۲۰۱۰ء، ص۱

۳۔ایضاً،ص۵

۴۔عبداللہ،ڈاکٹرسید ،مشمولہ مقالہ ثقافت،جون جولائی۱۹۶۰ء،ص۴۹

۵۔ جعفری،رئیس احمد،تبصرہ ، ثقافت،اگست ۱۹۵۷ء، ص۵

۶۔ صحیفہ، لاہور، ادبی رسالہ ، مجلس ترقی ادب،۲ستمبر۱۹۵۷ء، ص۲۵۷

۷۔خلیفہ عبد الحکیم ،فکرِ اقبال،لاہور ، بزم اقبال ،جولائی۱۹۹۲ء، ص۲۸

۸۔وحیدعشرت،ڈاکٹر، علامہ اقبال اورخلیفہ عبدالحکیم کے عمرانی تصورات، ص۱۳

۹۔ممتازاختر،مرزا، خلیفہ عبدالحکیم سوانح اورادبی خدمات، ص۱۲۱

۱۰۔عبداللہ،ڈاکٹرسید، میرامن سے عبدالحق تک،لاہور :مجلس ترقی ادب ،طبع اول مئی۱۹۶۵ء،ص۲۶۲

۱۱۔وحیدعشرت،ڈاکٹر، علامہ اقبال اورخلیفہ عبدالحکیم کے عمرانی تصورات، ص۱۴

۱۲۔عبداللہ،ڈاکٹرسید، میرامن سے عبدالحق تک ، ص۲۶۲